بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا ۔ أَمَّا بَعْدُ:

006: باب 01- حصہ دوم- توحید کی فضیلت کا بیان اور یہ کہ توحید تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

[(بخاری:3435)]

کتاب التوحید الذي هو حق الله على العبيد لفضیلۃ الشیخ الامام محمد بن عبدالوہاب التمیمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا درس جاری ہے اور پچھلے درس میں ہم نے بات شروع کی تھی "بَابَ: فضلِ التوحيدِ، وما يُكَفِّرُ مِنَ الذُّنُوبِ" اور صرف ایک آیت کریمہ پر بات ہم کر چکے ہیں یا کر سکے تھے پچھلے درس میں اللہ تعالی نے فرمایا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (الانعام:82)

اس آیت کریمہ کو تفصیل سے بیان کیا تھا اہم احکام اور مسائل اس آیت کریمہ میں اس آیت کی تفسیر اور اس کی آیت سے جو اہم پیغام اور فوائد ہیں وہ بھی بیان کیے تھے تقریباً بیس کے قریب بیان کیے تھے۔ آج کے درس میں ہم درس کا آغاز اس حدیث سے کرتے ہیں جو شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے بعد بیان کی ہے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وعَن عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّاإِلٰهَ إِلَّاالله وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ،وَأَنَّ مُحَمَّدا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،وَأَنَّ عِيسَىٰ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ، وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَالْجَنَّةَ حَقٌّ،وَالنَّارَ حَقٌّ ،أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ))"۔ أخرجاہ یعنی اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔

اس حدیث کا ترجمہ:

سیدنا عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مَنْ شَهِدَ" (جس نے یہ گواہی دی) "أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّاالله" (بے شک اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود برحق نہیں) "وَحْدَهُ" (وہ اکیلا ہے) "لَاشَرِيكَ لَهُ" (اس کا کوئی شریک نہیں) "وَأَنَّ" (اور بے شک) "مُحَمَّدا" (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے پیارے نبی) "عَبْدُهُ" (اسی کے بندے ہیں) "وَرَسُولُهُ" (اور اسی کے پیغمبر ہیں) "وَأَنَّ" (اور بے شک) "عِيسَىٰ" (سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ کے پیارے نبی) "عَبْدُ اللّٰهِ" (اللہ تعالی کے بندے

ہیں)"وَرَسُولُهُ"(اور اس کے رسول ہیں)"وَكَلِمَتُهُ"(اور اللہ تعالی کا کلمہ ہیں)"أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ"(جسے اللہ تعالی نے سیدہ مریم علیہا الصلاۃ والسلام کی طرف بھیجا یا ان کی طرف ڈالا)"وَرُوحٌ مِنْهُ"(اور اللہ تعالی کی طرف سے روح ہیں)"وَالْجَنَّةَ حَقٌّ"(اور جنت حق ہے)"وَالنَّارَ حَقٌّ"(اور آگ بھی یعنی جہنم کی آگ بھی حق ہے)"أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ"(اللہ تعالی داخل کردے گا اسے جنت میں)"عَلَى مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ"(چاہے اس کے اعمال کیسے ہی ہوں)۔أخرجاہ اسے صحیح بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔

اس حدیث کے اہم الفاظوں کا بیان، اس حدیث کے آغاز میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو الفاظ بیان کیے ہیں:

"مَنْ:اسم موصول بمعنى الذي" صيغة العموم میں سے ہے میں سے ہے یعنی جس نے بھی۔

"شَهِدَ" گواہی دینا اور گواہی دینے میں دو چیزیں ضروری ہیں:

1۔دل سے یقین۔

2۔زبان سے اقرار۔

اور آپ دیکھتے ہیں قاضی جب فیصلہ کرتا ہے اور جب اسے گواہوں کی ضرورت پڑتی ہے فیصلہ کرنے سے پہلے تو وہ گواہوں سے یہی سوال کرتا ہے کیا تم نے اپنی آنکھوں سے اس واردات کو دیکھا؟ جو آنکھوں سے دیکھتا ہے اسے یقین ہو جاتا ہے عین الیقین جسے کہتے ہیں اور جو سنی سنائی پر بات کرتا ہے وہ شک میں ہوتا ہے وہ گمان میں ہوتا ہے۔شک اور گمان قابل قبول نہیں گواہی کے معاملے میں جب تک کہ مکمل یقین نہ ہو گواہ وہی ہوتا ہے جسے یقین ہوتا ہے اور جسے یقین نہیں ہوتا وہ گواہی کا دعویدار تو ہے لیکن گواہ نہیں ہے۔

اور زبان کا قول بھی گواہی کے لیے ضروری ہے جو اس پر قادر ہو۔ تو کلمۂ شہادت کا مفہوم یوں ہوا کہ میں دل سے یقین کرتے ہوئے زبان سے اقرار کرتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید تاکید کرنے کے لیے "وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ" کا لفظ استعمال کیا۔"وَحْدَهُ" یہ تاکید ہے "إِلَّا اللهُ" کے لیے اور "لاَ شَرِيكَ لَهُ" یہ تاکید ہے "لَا إِلَهَ" کے لیے تاکہ کسی کو گمان نہ ہو کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کا معنی کچھ اور ہے کہ جیسے میں نے پچھلے دروس میں بیان کیا تھا کہ الٰہ کے معنی میں اہل قبلہ کا اختلاف ہوا۔جو صحیح قول ہے الٰہ کا معنی ہے معبود برحق تو اس حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ "وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ" کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

"وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" اور بے شک محمد اللہ تعالی کے پیارے نبی سید الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" اللہ تعالی کے بندے ہیں اور پیغمبر ہیں۔ کلمۂ شہادت میں اللہ تعالی نے ان دو لفظوں کو چنا ہے اور اس کی حکمت ہے۔ ہم جب نماز میں التحیات پڑھتے ہیں تو کیا پڑھتے ہیں؟ "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ"۔اونچے مقاموں میں

فضیلت کے مقاموں میں اللہ تعالی نے اپنے پیارے نبی کا جب ذکر کیا ہے تو "عَبْدُہٗ" کے لفظ سے ذکر کیا کہ اللہ تعالی کا بندہ اور یہ بہت بڑی فضیلت ہے بہت بڑا شرف ہے اس بندے کے لیے جسے اللہ تعالی کہے کہ یہ میرا بندہ ہے، اللہ تعالی کی بندگی سب بڑا شرف ہے اس مخلوق کے لیے کہ وہ اللہ تعالی کا بندہ ہو۔

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مختلف القاب بیان کیے ہیں رحمۃ للعالمین، السراج المنیر۔ اس کی حکمت دیکھیں کہ کلمہ شہادت میں "عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" تاکہ کلمہ پڑھنے والا یہ اچھی طرح یہ سمجھ لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے بندے ہیں، اللہ تعالی کی بندگی کرنے والے ہیں اور جو اللہ تعالی کی بندگی کرتے ہیں لوگوں کو اللہ تعالی کی بندگی کی طرف بلاتے ہیں ان کی بندگی نہیں کی جاتی ان کی ذات میں غلو نہیں کیا جاتا ان کی ذات میں حد سے نہیں بڑھا جاتا کیونکہ عبد مملوک ہوتا ہے اپنے مالک کا اس کی اپنی کوئی نہیں چلتی وہ اپنے مالک کا محتاج ہوتا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے بندے ہیں عبد ہیں اور اس لفظ میں ان کی شان بلند ہوتی ہے جیسے کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا بلندی کے مقام پر ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا﴾ (الاسراء:1) ﴿اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ﴾ جب الاسراء والمعراج کی باری آئی آسمانوں کی طرف سیر کی باری آئی بلند ترین مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچایا گیا تو وہاں پر اس بلندئ عظیم میں جس بلندی کی طرف سیدنا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام بھی نہ جاسکے اس بلندی کے مقام پر لفظ استعمال کیا ہوا ہے قرآن مجید میں؟ عَبْدُہٗ ۔

تو عَبْدُہٗ کے لفظ میں عظمت ہے شرف ہے فضیلت ہے بلندی ہے اور جو لوگ غالی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں غلو کرتے ہیں حد سے گزر جاتے ہیں ان کے لیے واضح الفاظوں میں رد ہے کہ یا رسول اللہ! مدد کہنے والے یہ عقیدہ رکھنے والے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کن فیکون ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب مطلق جانتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں دنیاوی زندگی میں، ایسا عقیدہ رکھنے والے اچھی طرح جان لیں کہ کلمۂ شہادت میں تم لوگ "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" ہی پڑھتے ہو۔

اور "رَسُولُہٗ" اللہ تعالی کے پیغمبر اور پیغمبر اللہ تعالی کی طرف سے پیغام لے کر آتا ہے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا اور پیغمبر کی سب سے بڑی صفات میں سے جو معروف صفات ہیں وہ ہے "الصدق والامانة" سچا ہوتا ہے اور امانت دار ہوتا ہے کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور کبھی خیانت نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر پیغام پہنچانے والا جھوٹ بولتا ہو یا خیانت کرتا ہو تو پھر پیغام میں کچھ بچے گا نہیں اس لیے آپ دیکھیں دنیا کے بادشاہ جو ہیں ان کے جو پیغمبر ہوتے ہیں جو پیغام لے جاتے ہیں دوسرے بادشاہوں کی طرف وہ ان کے گنے چنے لوگ ہوتے ہیں

ثقات ہوتے ہیں ان پر وہ بھروسہ رکھتے ہیں کیونکہ ان کی ہیرا پھیری سے جنگیں ہو جاتی ہیں قتل و غارت ہو جاتی ہے تو اس لیے وہ ایسے لوگ چنتے تھے جو بہترین لوگ ہوں معاشرے میں ان کی نظر میں۔

تو اللہ تعالی نے احکم الحاکمین نے ایسے لوگوں کو ہی چنا ان ہی لوگوں میں سے جو پوری کائنات کے افضل ترین لوگ ہیں بہترین اور ان کو اپنا پیغام دے دیا اور ان سب سے افضل ہیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی نے ان کو اپنا پیغام دے دیا قرآن مجید ان پر وحی نازل کی قرآن اور صحیح حدیث کی صورت میں۔ تو رَسُولُہٗ کے لفظ میں جب یہ بندہ یہ گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے بندے ہیں اور رسول ہیں تو اسے سمجھنا چاہیے کہ جو رسالت جو پیغام لے کر آئے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پیغام کے سامنے ہم اپنا سر جھکا دیں گے سر کو خم کر دیں گے۔ وہ پیغام ہمارے لیے دین ہے جس کے بغیر ہم اندھے ہیں جس کے بغیر ہم نہ تو اس دنیا میں زندگی بسر کر سکتے ہیں اچھے طریقے سے بہترین طریقے سے اور نہ آخرت میں جنت حاصل کر سکتے ہیں۔ بغیر دین کے جو زندگی ہے وہ جانوروں سے بھی بدتر زندگی ہے اور واقع نے اس کی گواہی دی ہے کہ جو لوگ دین کے بغیر اپنی زندگی بسر کرتے ہیں ان کے حال پر جانور بھی ہنستے ہیں اگر یہ طاقت اللہ تعالی جانور کو دے دیتا تو جانور بھی دیکھ کر ان کے حال کو ہنسیں لیکن یہ انسان اشرف المخلوقات ہے اللہ تعالی نے ایسی طاقت جانور کو نہیں دی ہے لیکن اس انسان کو شرم آنی چاہیے جو اپنی زندگی اپنی عقل کے بل بوتے پر گزارنا چاہتا ہے اپنی مرضی سے گزارنا چاہتا ہے بغیر کسی روک ٹوک کے بغیر کسی کی نصیحت کے تو اللہ تعالی نے فرمایا ہے قرآن مجید میں ﴿اِنۡ ھُمۡ اِلَّا کَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ ھُمۡ اَضَلُّ سَبِیۡلًا﴾ (الفرقان:44) (ایسے لوگ جو ہیں وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں)۔ سبحان اللہ۔

تو یہی رسالت یہی پیغام ہے جس میں دنیا اور آخرت کی کامیابی موجود ہے جس نے اس پیغام کو تھام لیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اس پیغام کو ٹھکرا دیا اس نے زندگی بھر دنیا اور آخرت میں ٹھوکریں کھائیں، اور رَسُولُہٗ کے لفظ میں رد ہے ان لوگوں کے لیے:

1۔ جو کہتے ہیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی وجود نہیں مکمل طور پر حدیثوں کا انکار کرتے ہیں۔ جب زبان سے تم نے پڑھ لیا "عَبۡدُہٗ وَرَسُولُہٗ" اور پیغام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو لے کر آئے ہیں وہ وحی ہے اللہ تعالی کی جس میں قرآن اور صحیح حدیث دونوں شامل ہیں تو ادھورے پیغام پر آپ نے عمل کیا اور دوسرے وحی کے آدھے حصے کو آپ نے چھوڑ دیا یہ ناانصافی ہے۔ اگر واقعی تم اس کی گواہی دیتے ہو یقین کے ساتھ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَبۡدُہٗ وَرَسُولُہٗ ہیں تو پھر تم کو یہ بھی یقین ہونا چاہیے کہ جو روایت صحیح سند سے ثابت ہو جائے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے وہ اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ وحی ہے۔

2۔اور اسی میں رَسُولُهُ کے لفظ میں رد ہے اندھی تقلید کرنے والوں کے لیے جو اندھی تقلید کی دلدل میں غرق ہو چکے ہیں یا بعض لوگ غرق ہو رہے ہیں۔جب آپ کلمے میں پڑھتے ہیں"أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ"جب رَسُولُهُ آپ پڑھتے ہیں اور آپ کو یقین ہو جاتا ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں جو پیغام لے کر آئے ہیں قرآن اور حدیث کی شکل میں وہ ہماری سر آنکھوں پر ہے۔اس پیغام کے سامنے کسی کا قول نہیں چلے گا جو اس کے مخالف ہو چاہے وہ بڑے سے بڑا امام کیوں نہ ہو، چاہے وہ باپ کیوں نہ ہو دادا کیوں نہ ہو، چاہے وہ دنیا کا بڑے سے بڑا رہنما کیوں نہ ہو جب زبان سے میں نے وَرَسُولُهُ پڑھ لیا تو پھر اس کے خلاف کوئی بھی شخص عمل کرے تو اس کی نہیں مانی جائے گی۔

پھر آگے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں"وَأَنَّ عِيسَىٰ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ"(اور بے شک سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں)۔سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدنا ابراہیم، سیدنا موسیٰ، سیدنا یوسف، سیدنا نوح علیہم الصلاۃ والسلام یہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں لیکن یہاں پر یعنی جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کے بندے اور پیغمبر ہیں لیکن یہاں پر اللہ تعالیٰ نے اس حدیث مبارکہ میں صرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو ذکر کیا۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اس لیے کیا کیونکہ یہ پیغام اس امت کے لیے ہے اور اس امت کے لیے ضروری ہے کہ یہ امت محمد یہ ہو وہ کلمہ شہادت پڑھے"أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ"اس کے بغیر کوئی شخص دائرۂ اسلام میں داخل ہو ہی نہیں سکتا اس کلمے کے بغیر کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہو ہی نہیں سکتا۔

یہ تو بات سمجھ میں آئی لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر کیوں کیا خاص طور پر؟

کیونکہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے وہ پیارے نبی ہیں جن کی محبت میں بعض لوگ ظالم لوگ حد سے زیادہ گزر گئے اور ان کو ربوبیت کا درجہ دے دیا اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھہرا دیا اور اللہ تعالیٰ کے برابر اس لیے ٹھہرایا کہ انہوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حصے میں سے ایک حصہ ہیں اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور جیسے باپ بلند ہوتا ہے ویسے اس کا بیٹا بھی بلند ہوتا ہے جو خاصیت باپ کی ہوتی ہے وہی خاصیت بیٹے کی ہوتی ہے اگرچہ درجے میں تھوڑی سی کمی ہوتی ہے لیکن جو باپ کی خاصیت ہے وہی بیٹے کی خاصیت ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس عقیدے کو بنیادی طور پر جڑ سے ہی باطل قرار دے دیا۔

اور اس میں یہ بھی حکمت ہے (واللہ اعلم) کہ یہ امت محمد یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ امت بھی آگاہ ہو جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں یہ بڑی گستاخی نہ کر لیں جیسا کہ عیسائیوں نے گستاخی کی۔عیسائی محبت کرنا چاہتے تھے لیکن گستاخی کر لی کیونکہ جب آپ حد سے گزر جائیں گے محبت کی حدود آپ پار کر جائیں گے تو اس محبت کے بعد محبت نہیں رہتی پھر گستاخی بھی ہوتی

ہے۔ تو اس امت کو آگاہ کرنا چاہا اللہ تعالیٰ نے کہ جو غلطی عیسائیوں نے کی اپنے نبی کے ساتھ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ تم لوگ ویسی غلطی نہ کرنا۔ ان لوگوں نے یہ غلطی کی کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ کے حصے میں سے ایک حصہ ہیں اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں وہ مشکل کشا ہیں وہ حاجت روا ہیں وہ نفع و نقصان کے مالک ہیں وہ بگڑی بنانے والے ہیں کہیں یہ نہ ہو کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کان کھول کے سن لو کہیں تم سے یہ غلطی نہ ہو جائے جو غلطی ان سے ہوئی اگر انہوں نے غلطی کی ہے کلمہ پڑھنے کے بعد (عیسائیوں نے کلمہ پڑھا اپنے نبی کا کلمہ پڑھا) لیکن جب حد سے گزرے تو اس کلمے کا فائدہ نہ ملا ان کو اور مومن سے وہ کافر بن گئے کہیں اے مومنو! اے میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتیو! کہیں تم بھی ایسا عمل کبھی نہ کرنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں تم لوگ حد سے گزر جاؤ اور انہیں اللہ تعالیٰ کا حصہ بنا دو اور اس غلو میں بڑھتے جاؤ اور مشکل کشائی حاجت روائی نفع و نقصان کا مالک زندگی و موت کا مالک اسے بنا دو۔

"وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ" (اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ڈالا ہے سیدہ مریم علیہا الصلاۃ والسلام میں یا بھیجا ہے سیدہ مریم علیہا الصلاۃ والسلام کی طرف)۔ "كَلِمَتُهُ" کلمہ کلام ہوتا ہے اور کلام معروف ہے عربی زبان میں کہ کلام کسے کہتے ہیں اور جب کلام ہوتا ہے تو کلام کرنے والا بھی ہوتا ہے تو یہاں پر واضح الفاظوں میں اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا ثبوت ہے۔ اور یہ کلمہ کیا ہے؟ ﴿كُنْ﴾۔ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو ایک کلمے سے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت دیکھیں شان کی بلندی دیکھیں ﴿كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ (آل عمران:47)۔

سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک کلمے سے پیدا کیا بغیر باپ کے معجزہ ہیں اپنے وجود میں معجزہ ہیں کہ ان کو بغیر باپ کے پیدا کیا اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے جسے چاہے بغیر ماں باپ کے پیدا کرے "سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام" اور اگر چاہے تو بغیر ماں کے پیدا کرے "سیدہ حوّا علیہا الصلاۃ والسلام" اگر چاہے تو بغیر باپ کے پیدا کرے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور اگر چاہے تو ماں باپ سے ہی پیدا کرے جیسا کے عام لوگ ہیں۔ کوئی او possibility ہے؟ کوئی نہیں ہے۔ یہ چار ہیں اللہ تعالیٰ نے ان چار possibilities پر ہی اس انسان کو پیدا کیا ہے، بغیر ماں باپ کے، بغیر ماں کے، بغیر باپ کے، ماں باپ کے ہوتے ہوئے۔

اور یہ کلمہ جو ہے اللہ تعالیٰ نے بھیجا اپنے پیارے فرشتے سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ کہ اے جبریل! یہ کلمہ لے جاؤ سیدہ مریم علیہا الصلاۃ والسلام کی طرف اور سیدنا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے اسی کلمے کو پہنچا دیا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق سیدہ مریم علیہا الصلاۃ والسلام کی طرف جوں ہی کلمہ پہنچایا سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سیدہ مریم علیہا الصلاۃ والسلام کے رحم میں ان کا حمل ٹھہر گیا۔ سیدہ مریم علیہا الصلاۃ والسلام الطاهرة العفيفة پاک دامن عظیم عورت جن کی پاکیزگی نے پوری دنیا میں مثال قائم کر دی ہے اور جن کی پاکیزگی میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آیات اتاریں۔

یہاں پر اس حدیث مبارکہ میں تفصیل بیان نہیں کی گئی کسی نے تفصیل بیان نہیں کی کہ کیسے ہوا کیسے نہیں ہوا اور یہ ہے نور وحی کا یہ ہے نور نبوت کے الفاظوں کا اور یہاں پر میں یہ بھی بات کرتا چلوں کہ میں نے یہ بات اس لیے بیان کی ہے کہ ابن عربی ہالک نے مشہور صوفی جو ہے اس شخص نے فصوص الحکم میں اس کی تفصیل بیان کی۔ بھئی کیا ضرورت تھی تفصیل بیان کرنے کی جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اس معاملے کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے تو پھر کوئی شخص کیسے جرأت کر سکتا ہے ایک عظیم نبی کی عظیم والدہ پر کوئی بھی الفاظ استعمال کرے؟!

وہ شخص کہتا ہے نعوذ باللہ (میں یہ بات اس لیے بیان کر رہا ہوں شاید میں یہ بات نہ بیان کرتا کہ آج بھی لوگ اس ابن عربی سے متاثر ہیں اور اسے شیخ اکبر کا لفظ دیتے ہیں آج بھی یہ شخص شیخ اکبر ہے آج بھی کیا ایسا شخص شیخ اکبر ہو سکتا ہے انصاف آپ لوگوں نے کرنا ہے؟!) یہ شخص کہتا ہے فصوص الحکم میں جب اس نے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر بات کی کہ جب سیدہ مریم علیہا الصلاۃ والسلام نے اس خوبصورت جوان مرد کو دیکھا یعنی جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کو تو ان کی شہوت جاگ اٹھی اور حرکت کی اور جب ان کی شہوت جاگی اور حرکت کی اور وہاں سے کلمہ آیا تو جیسے احتلام کی حالت ہوتی ہے (لفظ احتلام کا لفظ استعمال کیا ہے اس ہالک ظالم شخص نے) جب احتلام کی حالت ہوئی اور وہ کلمہ ملا تو حمل ٹھہر گیا۔

میں یہ سوال کرتا ہوں کوئی شخص اگر کسی کی ماں کے بارے میں یہ لفظ استعمال کرے کیا وہ راضی ہوں گے کوئی بھی باغیرت انسان ؟! باغیرت مسلمان تو دور کی بات ہے میرے بھائیو! یہ عقیدے لوگوں کے آج موجود ہیں یہ زندہ عقیدے میں مردہ عقیدے کی بات نہیں کر رہا ہوں !! صرف یہ نہیں کہا یہ عقیدہ غلط ہے بلکہ اس عقیدے کو حق مانا ہے اور اس کی طرف بلایا ہے اور ایسے عقیدے کو پھیلانے والے کو شیخ اکبر کا لقب دیا ہے یعنی اس سے بڑا ظلم کوئی ہے؟! اس کی تفصیل جو بھی وہ بیان کریں کوئی مسلمان سننے کے لیے تیار ہے؟ کیا ضرورت ہے ایسے لفظ استعمال کرنے کی؟! اس عظیم عورت کے لیے الطاهرة العفيفة ﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (آل عمران:42) سبحان اللہ۔

اور یہاں پر بعض لوگوں نے بعض صوفیوں نے یہ کہا کہ ''یہ جو کلمہ ہے کلمے سے تو پیدا ہوا ہے لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ السلام نے کیا۔ عطائی طور پر سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام خالق ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کو عطا فرمائی (سبحان اللہ)۔ سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام خالق ہیں اس لیے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام سے بہتر ہیں تو وہ بھی خالق ہیں بذات اولی۔ ذاتی طور پر نہیں، پیدا کرتے ہیں بچے کو ماں کے پیٹ کے اندر پیدا کر سکتے ہیں نبی بھی ولی بھی اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی لیکن یہ جو پیدا کرنے کی طاقت ہے یہ ان کے اپنے ہاتھ میں نہیں ہے اپنے بس میں نہیں ہے یہ

جو پیدا کرنے کی طاقت ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر خالق ہے اور سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام عطائی طور پر خالق ہیں"۔اور اس کی دلیل میں سورۃ مریم کی آیت بیان کرتے ہیں ﴿لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾(مریم:19)۔

اس لیے میں صرف اتنی وضاحت کرتا چلوں یہاں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کو جو رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے کلمہ دیا اور اس رسول نے اس رسالت کو لیا اس پیغام کو لیا اس کلمے کو لیا اور سیدہ مریم علیہا الصلاۃ والسلام تک پہنچا دیا۔ کہاں خالق ہیں کیا انہوں نے کن فیکون کہا ان کے کلمے سے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پیدا ہوئے؟ یہ ایک چیز کو ایک امانت کو پہنچا دیا اور اس امانت کے اندر یہ طاقت تھی کہ وہ بچہ پیدا ہو جائے اور اس آیت کریمہ سورۃ مریم کی آیت جو تلاوت کرتے ہیں شروع سے نہیں تلاوت کرتے ادھوری تلاوت کرتے ہیں۔آیت کے شروع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾(مریم:19) ﴿اِنَّمَآ﴾(صرف اور صرف) صیغ الحصر میں سے ہے ﴿اَنَا﴾(میں) ﴿رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ﴾(رسول ہوں تیرے ربّ کا بھیجا ہوا)اے مریم! تیرے ربّ کا بھیجا ہوا میں رسول ہوں میں کچھ بھی نہیں ہوں تمہیں بیٹا دینے آیا ہوں۔بیٹا میں خود دینے آیا ہوں اپنی طرف سے دینے آیا ہوں یا وہ رسول ہوں وہ پیغام لے کر آیا ہوں جس میں بیٹا پیدا کرنے کی طاقت ہے؟ تو یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے واضح الفاظ ہیں میرے بھائیو! صیغ الحصر نہیں نظر آیا ﴿اِنَّمَآ﴾، ﴿رَسُوْلُ﴾ کا لفظ نظر نہیں آیا ﴿رَبِّكِ ۖ﴾ کا لفظ نظر نہیں آیا اگر نظر آیا ﴿لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾، ﴿لِاَهَبَ لَكِ﴾ "انا" "میں تمہیں دینے آیا ہوں۔ سبحان اللہ۔

تو اس میں ان الفاظوں میں ان صوفیوں کا رد بھی ہے جو کہتے ہیں کہ سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے نعوذ باللہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا کیا عطائی طور پر۔اور عطائی اور ذاتی طور کا مسئلہ جو ہے وہ میرا پچھلا درس جو ہے شرک کی حقیقت میں وہ میں نے بیان کیا ہے ارکان اسلام میں بھی یہ درس موجود ہے اور شرک پر جب میں نے بات کی تو اس میں بھی تفصیل کے ساتھ موجود ہے اور بریلویت کے درس میں بھی ﴿اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾(الرعد:19) جب بریلویت پر بات کی تو اس میں بھی تفصیل کے ساتھ تقریباً دس سے زیادہ وجوہات ہیں کہ یہ ذاتی اور عطائی کا مسئلہ اصل میں بے بنیاد ہے جیسا کہ بعض صوفی سمجھتے ہیں تو ان کی طرف رجوع کر لیں۔

"وَرُوحٌ مِنْهُ"(اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح ہیں روح اللہ ہیں)۔روح کیا ہے؟ اللہ اعلم۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ روح جو ہے اللہ تعالیٰ کی وہ روح ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام میں پھونکا۔سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح نہیں پھونکی یاد رکھیں ﴿نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ﴾(الحجر:29) بلکہ اس روح کو اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام میں پھونکا جس روح

کو اللہ تعالی نے پیدا کیا۔اب یہاں پر ایک قاعدہ آئے گا اضافات کا میں آگے بیان کروں گا تفصیل سے ان شاءاللہ کہ غلطی کہاں پر ہوئی بعض لوگوں سے۔

"روح اللہ" اللہ تعالی کی روح یعنی اللہ تعالی کی وہ روح جسے اللہ تعالی نے پیدا کیا اللہ تعالی کا حصہ نہیں یاد رکھیں کیونکہ اگر اس انسان کے اندر اللہ تعالی کا کوئی حصہ موجود ہوتا تو اللہ کی قسم کبھی یہ انسان بدکاری نہ کرتا کبھی یہ انسان جہنم کی طرف جاتا ہی نہیں۔یہ کہاں کا انصاف ہے کہاں کی حکمت ہے کہ اللہ تعالی کا حصہ جہنم میں جلے نعوذ باللہ یہ کون سی وہ عقل ہے جو یہ جرأت کرتی ہے؟! یہ کون سا وہ عقیدہ ہے جو یہ سوچ سکتا ہے یا جو اس پر ایمان بھی لا سکتا ہے کہ اللہ تعالی کا حصہ بدکاری بھی کر سکتا ہے اللہ تعالی کا حصہ جو ہے وہ جہنم میں بھی جل سکتا ہے؟! یعنی ابو جہل کے اندر اللہ تعالی کا حصہ ہے ابو لہب کے اندر اللہ تعالی کا حصہ ہے فرعون کے اندر نمرود کے اندر اللہ تعالی کا حصہ ہے وہ روح ہے جو اللہ تعالی کی ہے نعوذ باللہ!! ہرگز نہیں! تو روح وہ ہے جسے اللہ تعالی نے پیدا کیا روح اللہ اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام بھی اللہ تعالی کی روح ہیں وہ روح جسے اللہ تعالی نے پیدا کیا خاص طور پر اس لیے میں نے بیان کیا تاکہ لوگوں کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ لوگ جو ہیں وہ ایک خاص روح سمجھ لیں۔یہ وہی روح ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام میں ڈالی یہ وہی روح ہے جو اللہ تعالی نے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام میں ڈالی۔دونوں میں فرق یہ ہے کہ اُس روح کو جب ڈالا تو کوئی ماں باپ نہیں تھا جب اِس روح کو ڈالا تو اس میں ماں تھی باپ نہیں تھا۔

بلکہ میں ابھی بیان کر دوں جو اضافات کا قاعدہ ہے شاید میں بھول جاؤں۔جب ہم دیکھتے ہیں قرآن مجید میں اور صحیح احادیث میں ہمیں بعض ایسے الفاظ ملتے ہیں جن کی نسبت اللہ تعالی کی طرف ہے ﴿يَدُ اللّٰهِ﴾(الفتح:10) ﴿وَجْهُ اللّٰهِ﴾(البقرہ:115) ﴿نَاقَةَ اللّٰهِ﴾(الشمس:13) "بَيْتُ اللّٰهِ" "رُوْحُ اللّٰهِ"، اللہ تعالی کا ہاتھ، اللہ تعالی کا چہرہ، اللہ تعالی کا گھر، اللہ تعالی کی ڈاچی (اونٹنی) اور اللہ تعالی کی روح۔

اہل قبلہ اس معاملے میں تین گروہ میں بٹ گئے، ایک گروہ نے کہا کہ ایک ہی قسم کی اضافات ہیں اللہ تعالی کے ہاں، نسبت جو الفاظوں کی ہے اللہ تعالی کے ہاں اللہ تعالی کی طرف ایک ہی قسم کی ہے وہ ہے "نسبة إضافة المخلوق للخالق" اضافۃ المخلوق جسے کہتے ہیں کہ بیت اللہ وہ گھر جسے اللہ تعالی نے پیدا کیا "رُوْحُ اللّٰهِ" وہ روح جسے اللہ تعالی نے پیدا کیا۔ ﴿يَدُ اللّٰهِ﴾ وہ ہاتھ جسے اللہ تعالی نے پیدا کیا۔ "كلام الله" وہ کلام جسے اللہ تعالی نے پیدا کیا۔تو وہ اپنی صرف یہ ثابت کرنے کے لیے کہ اللہ تعالی کا کلام مخلوق ہے انہوں نے یہ قاعدہ بنایا۔یہ معتزلی ہیں یہ گروہ معتزلی ہیں جس نے کہا کہ اللہ تعالی کی طرف جتنی بھی نسبت جتنی اضافات ہیں ساری ایک ہی قسم کی ہیں وہ ہیں خلق۔

اور دوسری قسم جو ان کے بالکل برعکس ہیں ان کی ضد میں غالی صوفی ان لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالی کی طرف جتنی بھی اضافات ہیں اور نسبتیں ہیں وہ ساری کی ساری اللہ ہیں، خلق نہیں ہے وہ حقیقتاً اللہ ہے۔ تو اللہ کی اونٹنی بھی اللہ ہے، اللہ کا گھر بھی اللہ ہے، اللہ کی روح بھی اللہ ہے، وحدۃ الوجود اور وحدۃ الحلول کا عقیدہ رکھنے والے۔

پہلا قول بھی باطل دوسرا قول بھی باطل تیسرا قول ہے اہل سنت والجماعت کا انہوں نے کہا کہ جب ہم نے قرآن مجید میں اور صحیح حدیث میں دیکھا تو ہمیں یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کی طرف الفاظوں کی نسبت دو قسم کی ہے ایک ایسی نسبت جس میں خلق مراد ہے مخلوق کا خالق کی طرف نسبت کرنا جیسا کہ "بَيْتُ اللهِ" ﴿نَاقَةَ اللهِ﴾ ، "رُوْحُ اللهِ" اور اس کی پہچان یہ ہے کہ جس کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کی جارہی ہے کیا یہ خود ایک ذات ہے یا نہیں یعنی یہ ذات جو خود قائم ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اب اللہ کا گھر خود قائم ہے کہ نہیں؟ اللہ کی اونٹنی خود قائم تھی کہ نہیں؟ ایک ذات تھی الگ سے۔ اللہ تعالی کی روح سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام خود ایک ذات قائم تھی کہ نہیں ؟ تھی۔ تو جو بھی ذات خود قائم ہو اس کی نسبت جب اللہ تعالی کی طرف ہوتی ہے تو وہ "نسبة المخلوق إلى الخالق" اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مخلوق ہے۔

اور دوسری قسم کی نسبت جو ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ہاتھ اللہ تعالی چہرہ اللہ تعالی کا پاؤں یہ نسبت جو ہے اللہ تعالی کا علم اللہ تعالی کی حکمت یہ ساری جو نسبتیں ہیں اللہ تعالی کی طرف یہ "نسبة الأوصاف" ، "مخلوق نسبة الأوصاف" یہ وصف کی نسبت ہے یعنی یہ اللہ تعالی کی صفات ہیں۔ اور اس کی پہچان کیا ہے؟ جو اکیلے سے خود قائم نہیں ہو سکتی۔ کیا چہرہ خود قائم ہو سکتا ہے؟ ہاتھ خود قائم ہو سکتا ہے؟ پاؤں خود قائم ہو سکتا ہے؟ علم خود قائم سکتا ہے؟ حکمت خود قائم ہو سکتی ہے؟ نہیں! تو یہ صفت ہے اللہ تعالی کی۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟

اس کی حکمت کیا ہے کہ اللہ تعالی کا گھر اللہ تعالی کی ڈاچی اللہ تعالی کی روح؟ یہ اللہ تعالی جب بیان کرتے ہیں تو جس کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کی جارہی ہے اس کا کوئی شرف ہے اور فضیلت ہے اس کی فضیلت کو بیان کرنے کے لیے اللہ تعالی اس کو اپنی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اب سب مساجد اللہ تعالی کا گھر ہیں لیکن کعبہ اللہ تعالی کا گھر ہے اس کی خاص فضیلت ہے اس کی خاص حرمت ہے۔ جتنے بھی اونٹ ہیں اللہ تعالی کے تخلیق کردہ ہیں کہ نہیں اللہ تعالی کے اونٹ ہیں کہ نہیں؟ لیکن جو سیدنا صالح علیہ الصلاۃ والسلام کا معجزہ تھا جو اونٹنی اس کو خاص ذکر کیا ﴿نَاقَةَ اللهِ﴾ اس کی ایک خاص فضیلت تھی۔ یعنی آپ جانتے ہیں ایک پہاڑ پتھر بڑا سا، سیدنا صالح علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم نے کہا کہ اگر تو واقعی نبی ہے تو ہمیں معجزہ چاہیے معجزہ بھی اونٹنی ہونی چاہیے۔ انہوں نے دیکھا ناں ارد گرد کیا ہے دیکھا کہ اونٹ جارہا ہے تو اونٹنی ہونی چاہیے اور بڑی ہونی چاہیے اس پہاڑ کی طرح یعنی بہت بڑی ضخیم ہونی چاہیے، اس کا رنگ سرخ ہونا چاہیے، اور اس طرح بڑی ہونی چاہیے کہ ایک دن میں ہمارا کنواں پی لے سارا پانی پی لے پوری قوم کا (دیکھیں ان کی شرطیں دیکھیں!)

اس کے ساتھ ایک بچہ بھی ہونا چاہیے۔ یہ ان کی ڈیمانڈز ہیں اور ربّ ذوالجلال ساتویں آسمان کے اوپر عرش کے اوپر ایک ایک بات کو سن رہے ہیں اور ایک ایک بات کو اس اونٹنی میں کن فیکون سے پیدا کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس پتھر کے اندر سے اونٹنی نکلے گی یہ یہ صفات ہوں گی اونٹنی کی، رنگ بھی ایسا ہو گا شکل بھی ایسی ہو گی صورت بھی ایسی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا صالح علیہ الصلاۃ والسلام کو حکم دیا کہ اشارہ کرو اس پہاڑ کی طرف جس طرف یہ لوگ اشارہ کر رہے ہیں انہوں نے اشارہ کیا پہاڑ کھل گیا اور جیتی جاگتی اونٹنی اور اس کا بچہ وہاں سے نکلا۔ تو اس اُنٹنی کا شرف ہے کہ نہیں یہ عام اُنٹنی ہے کیا؟ تو اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا﴾(الشمس:13) ناقۃ اللہ۔

اب سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو "رُوْحُ اللّٰهِ" کیا ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کی وہ روح نہیں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی؟ وہی روح ہے لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو کیوں خاص ذکر کیا روح اللہ سے قرآن مجید میں اور اس حدیث میں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بغیر باپ کے پیدا کیا۔ تو شرف ہے کہ نہیں؟ شرف ہے۔ تو یہاں پر جب اللہ تعالیٰ کسی مخلوق کی شرف اور فضیلت بیان کرنا چاہتے ہیں ان کا درجہ بلند کرنا چاہتے ہیں تو اپنی طرف اس کی نسبت کر دیتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے فرماتے ہیں "وَالْجَنَّةَ حَقٌّ" (اور جنت حق ہے) "وَالنَّارَ حَقٌّ" (اور آگ بھی حق ہے)۔

کون سی آگ دنیا کی آگ؟ دیکھیں لفظ آگ کا ہے جہنم کا نہیں ہے جیسے دنیا کی آگ آپ کو سامنے نظر آتی ہے اور اس پر آپ کو یقین ہے ویسے ہی جہنم کی آگ بھی حق ہے اس پر بھی آپ کو یقین ہونا چاہیے جہنم کی آگ بھی حق ہے۔

اب کتنی چیزیں ہو گئیں؟ پانچ "مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" ، "وَأَنَّ مُحَمَّدا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" ، "وَأَنَّ عِيسَىٰ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ" ، "وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ" ، "وَالْجَنَّةَ حَقٌّ، وَالنَّارَ حَقٌّ" پانچ ہو گئے۔ جو شخص ان چیزوں پر ایمان لے کر آیا "أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ" (اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دے گا) "عَلَىٰ مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ" (اس کے اعمال جتنے بھی ہوں جیسے بھی ہوں)۔

کیا مطلب جتنے بھی ہوں جیسے بھی ہو وہ بدکاریاں کرتا پھرے وہ شرک بدعات خرافات کرتا پھرے؟! نہیں! "عَلَىٰ مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ" شرک بدعات خرافات وہ کرے گا نہیں کیونکہ اس کا عقیدہ یہ توحید کا عقیدہ ہے۔ اوپر جو الفاظ ہیں یہ سارا عقیدہ ہے جس کا عقیدہ درست ہے تو اس نے جنت میں جانے کی ٹکٹ لے لی۔ جہنم میں اگر وہ جائے گا بھی اپنے گناہوں کی سزا پانے کے لیے پاک ہونے کے لیے تو جنت میں وہ ضرور جائے گا جس کا عقیدہ درست ہے کیونکہ یہاں پر کلمۂ شہادت پھر عقیدے کی اہم باتوں کا ذکر کیا ہے جس میں غلو نہ ہو جس میں نافرمانیاں نہ ہوں عقیدے کے تعلق سے۔ جنت اور دوزخ کا مسئلہ یعنی جنت اور دوزخ کا مسئلہ آخرت میں ہے کہ دنیا میں ہے؟ آخرت میں۔ تو آخرت پر ایمان آ گیا اور فرشتوں کا ذکر بھی ہے۔ فرشتوں کا ذکر کہاں پر ہے؟ "كَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ" سبحان اللہ تو

فرشتوں پر ایمان ہے۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر ایمان ہے؟ سیدنا عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تو اس میں "الإِيمَانُ بِاللَّهِ وَمَلاَئِكَتِهِ" ۔ "وَكُتُبِهِ" ہے اللہ تعالیٰ کی کتابوں کا ذکر ہے؟ "رَسُولُهُ" یہاں پر رَسُولُهُ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن اور رَسُولُهُ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر کون سا پیغام تھا؟ انجیل، تو کتابوں پر ایمان۔ اور "وَكُتُبِهِ" آ گئے "وَرُسُلِهِ" آ گئے "وَالْيَوْمِ الْآخِرِ" جنت اور دوزخ کا ذکر آ گیا اور تقدیر "أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ" جیسے جس شخص کی جیسی تقدیر ہو گی اس کے مطابق اس کا حساب کیا جائے گا۔ اس حدیث کی شرح بیان کر چکا ہوں میں۔ تو عمل جتنا جیسا بھی ہو کا مقصد یہ ہے کہ اگر توحید آپ کی بہتر ہے، عقیدہ آپ کا بہترین ہے، تو آپ کے اعمال صالحہ کم ہیں اگر تو کوئی حرج نہیں، اگر آپ کی بدکاریاں زیادہ ہیں تب بھی کوئی حرج نہیں، کس تعلق سے کوئی حرج نہیں؟ کہ جہنم میں ہمیشہ آپ نہیں رہیں گے کافروں کی طرح اور جو بدکار مسلمان ہے بدکار موحد ہے صحیح لفظوں میں، گناہ کبیرہ کرنے والا وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اللہ تعالیٰ چاہے اسے اپنے فضل و کرم سے جنت میں داخل کر دے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے اپنے عدل و انصاف سے پہلے جہنم میں سزا دے پھر اسے گناہوں سے پاک کرنے کے بعد جنت میں داخل کر دے۔

اس لیے یاد رکھیں کہ جنت میں جو لوگ جائیں گے وہ تین قسم کے ہیں:

1۔ وہ لوگ جو جنت میں جائیں گے بغیر حساب بغیر عذاب کے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن لوگوں میں شامل کر دے (آمین) اور یہ لوگ کون ہیں اگلی احادیث میں ان شاء اللہ بیان کریں گے ہم اس کی تفصیل آ رہی ہے اگلے ابواب میں یہ بات ہو گی ان شاء اللہ۔

2۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو جنت میں جائیں گے حساب کے بعد حساب عرض والا یعنی اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن حساب لے گا لیکن کیسا حساب؟ "عرض" عرض کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اقرار کروائے گا کہ اے میرے بندے! تو نے یہ کیا تو نے وہ کیا تو نے وہ کیا دنیا میں اور وہ بندہ سر جھکا کر کہے گا جی ہاں! اللہ تعالیٰ میں نے یہ بھی کیا میں نے وہ بھی کیا میں نے وہ بھی کیا۔ پہلا تھا بغیر حساب عذاب کے دوسرے جو ہیں وہ حساب ہے لیکن عذاب نہیں ہے حساب ہے عرض والا۔ جس میں اللہ تعالیٰ اقرار کرواتے ہیں اس بندے سے پھر جنت میں جائیں گے یہ لوگ۔ یہ اس سے پہلے والے سے کم درجے والے لوگ ہیں لیکن یہ لوگ پل صراط سے گزر کر جنت میں جائیں گے۔

3۔ جو تیسری قسم کے لوگ ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو جنت میں جائیں گے جہنم کا عذاب چکھنے کے بعد۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ کرے جہنم سے اور جہنم کے عذاب سے (آمین)۔ تو یہ تین قسم کے مختلف لوگ ہیں۔

جنت اور دوزخ کی جب ہم بات کرتے ہیں تو یہ یاد رکھیں جنت اور دوزخ کے عقیدے میں جو ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ دونوں مخلوق ہیں دونوں حق ہیں دونوں موجود ہیں۔ ابھی موجود ہیں؟ ابھی بھی موجود ہیں۔ دلیل کوئی ہے؟ معراج کے قصے میں واضح الفاظ میں نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعض چیزیں دکھائی گئیں اور قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتے ہیں جنت کا ذکر جب اللہ تعالی نے کیا ﴿اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (آل عمران:133) ﴿اُعِدَّتْ﴾ (تیار کی گئی) یعنی تیار ہو گی نہیں تیار کی گئی پہلے سے یعنی موجود ہے۔

اور جب جہنم کا ذکر کیا ﴿اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ﴾ (البقرة:24) (تیار کی گئی کافروں کے لیے)۔ جو تیار کی گئی ماضی میں اس کا مطلب ہے وہ پہلے سے تیار ہو چکی ہے ابھی بھی وہ موجود ہے۔

اب آتے ہیں اس حدیث کے جو اہم فوائد ہیں ان کا ذکر کرتے ہیں:

1۔ توحید کی فضیلت کا بیان اور یہ فضیلت تب حاصل ہو گی جب کلمۂ شہادت کے مفہوم کو سمجھنے کے بعد اس پر عمل کیا جائے گا۔

2۔ کلمۂ شہادت ہی دین کی بنیاد ہے۔

3۔ کلمۂ شہادت بغیر اس کے معنی کو سمجھے اور بغیر اس پر عمل کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

4۔ کلمۂ توحید کے ارکان اور شروط کو جاننا۔ میں نے ذکر اس لیے نہیں کیا اس درس میں کہ اگلے درس میں خاص اس کا ذکر ہو گا جب شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان کریں گے "باب تفسیر التوحید" خاص باب ہے اس میں ان شاء اللہ اس کا ذکر تفصیل سے کریں گے کلمۂ توحید کے دو رکن ہیں اور آٹھ شرطیں ہیں تو کلمۂ توحید کے ارکان اور شروط کو جاننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ کلمۂ توحید کا زبان سے پڑھنا۔

5۔ صرف زبان سے کلمۂ توحید کے پڑھنے کا فائدہ نہیں جب تک کہ اس کے معنی کو نہ سمجھا جائے اور اس پر عمل نہ کیا جائے۔ مجھے یاد دلانا کہ اس کی دلیل میں آخر میں بیان کروں گا میں اس کے دلائل ہیں۔

6۔ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو بندگی اور رسالت کے لفظوں میں جمع کیا اس کی حکمت کو سمجھنا اور میں حکمت بیان کر چکا ہوں۔

7۔ "عَبْدُهٗ" کے لفظ میں واضح رد ہے غالی صوفیوں کے لیے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشکل کشا حاجت روا سمجھتے ہیں۔

8۔ اور "رَسُوْلُهٗ" کے لفظ میں رد ہے ان لوگوں کے لیے:

۱۔ جو منکرین حدیث ہیں۔

۲۔ اندھی تقلید کرنے والے۔

9۔ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی عبودیت اور رسالت کا ثبوت اور اس میں رد ہے عیسائیوں کے لیے جنہوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالی کا بیٹا اور مشکل کشا سمجھا۔

10۔اللہ تعالیٰ کا صفت کلام کا ثبوت۔ کہاں سے ملا ہمیں؟" كَلِمَتُهُ" کہ اللہ تعالیٰ کلام کرتے ہیں۔ کما یلیق بجلاله سبحانه وتعالی، کیسے کلام کرتے ہیں اللہ اعلم وہ خود اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں کلام کرتا ہوں اور یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور یہی قاعدہ ہے سب صفات کے لیے جب ہم ذکر کسی صفت کا کریں تو اس قاعدے کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کلام کرتے ہیں کما یلیق بجلاله سبحانه وتعالی بغیر انکار کرتے ہوئے یعنی ہم انکار نہیں کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرتے، بغیر تحریف کرتے ہوئے، بغیر تکیف کرتے ہوئے یعنی بغیر کیفیت بیان کرنے کے اور بغیر تمثیل کے یعنی بغیر مثل بیان کرنے کے کہ اگر کلام کرتے ہیں تو کیسے کس کی طرح کلام کرتے ہیں یا کیسے کلام کرتے ہیں یا نہیں کلام کرتے یا کلام کا مطلب کچھ اور ہے، ! تو ان چیزوں سے جو ہے ہم بَری ہیں۔

11۔سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے کُن کے لفظ سے پیدا کیا بغیر باپ کے اور اس میں رد ہے کس گروہ کے لیے؟ یہودیوں کے لیے۔ نعوذ باللہ یہودیوں کا کیا عقیدہ؟ کہ نعوذ باللہ سیدہ مریم علیہا الصلاۃ والسلام نے زنا کیا نعوذ باللہ۔

12۔سیدہ مریم علیہا الصلاۃ والسلام کی فضیلت یہ پاک دامن عظیم عورت عظیم نبی کی والدہ ان کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔

13۔بعث یعنی دوبارہ زندہ ہونے کا ثبوت۔ وہ کہاں سے ملا؟"وَالْجَنَّةَ حَقٌّ،وَالنَّارَ حَقٌّ" جنت اور دوزخ میں تب لوگ جائیں گے جب دوبارہ زندہ ہونگے ناں۔

14۔جنت اور دوزخ کا ثبوت کہ وہ ابھی بھی موجود ہیں۔

15۔بدکار موحدین کبھی بھی جہنم میں ہمیشہ کے لیے نہیں رہیں گے، بدکار گناہ گار موحدین جہنم میں ہمیشہ کے لیے کبھی نہیں رہیں گے۔

16۔بعض غالی صوفیوں کا رد جو کہتے ہیں کہ سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو عطائی طور پر پیدا کیا، تفصیل میں بیان کر چکا ہوں۔

17۔جنت میں داخل ہونے کے لیے توحید شرط ہے۔

18۔اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم بہت وسیع ہے۔

19۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو ایک جگہ پر بیان کرنے کی حکمت، اللہ اعلم بعض علماء بیان کرتے ہیں کہ جو غلطی عیسائیوں نے کی وہ مسلمان نہ کریں۔

20۔اللہ تعالیٰ کی صفت عظمت کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ عظیم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو کلمہ کُن سے پیدا کیا۔

21۔سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی فضیلت اور وہ اولوالعزم رسولوں میں سے ہیں۔اولوالعزم پانچ رسول ہیں سیدنا نوح،سیدنا ابراہیم، سیدنا موسیٰ،سیدنا عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

22۔اللہ تعالی کی طرف اضافات اور نسبتوں کی قسموں کو جاننا۔دو قسمیں میں نے بیان کی تھیں تفصیل بیان کر چکا ہوں میں اور روح اللہ کی حقیقت کو پہچاننا۔روح اللہ کا کیا مطلب ہے اس کی تفصیل میں بیان کر چکا ہوں۔

23۔اور آخر میں مرجئہ کے لیے رد ہے جو لوگ کہتے ہیں صرف زبان سے کلمہ پڑھنا کافی ہے۔

اب آخر میں ایک نوٹ لکھ لیں اس میں کہ صرف زبان سے کلمہ پڑھنا کافی کیوں نہیں؟ کلمۂ شہادت کو سمجھنا کیوں ضروری ہے؟ اور اکثر یہ غلط فہمی سامنے آتی ہے کہ بھئی تم لوگ ہمیشہ ناانصافی کرتے ہو کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں کو کافر کہہ دیتے ہو کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہو انہیں دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتے ہو اور جو آیتیں اور احادیث کافروں کے لیے ہیں آپ ان کو چسپاں کر دیتے ہو زبردستی ان مسلمانوں پر۔

یہاں پر یاد رکھیں جو بنیادی بات ہے وہ یہ ہے کہ جس نے کلمہ پڑھا وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا'' جس نے کلمہ پڑھا ''لیکن کلمہ پڑھنے کے بعد اگر اس شخص سے ایسا عمل ہوا جو کلمے کے منافی ہے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو گیا۔میں اس کی ایک چھوٹی سی مثال بیان کرتا ہوں آج کل کے زمانے میں قادیانیوں نے کلمہ پڑھا کہ نہیں پڑھا قادیانی کون ہیں؟ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی جو ہیں وہ اللہ کے نبی ہیں۔انہوں نے کلمہ پڑھا کہ نہیں پڑھا؟ کلمہ پڑھا۔کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی مانتے ہیں یا نہیں مانتے؟ مانتے ہیں۔تو کافر کیوں ہیں؟

جیسے آپ ان لوگوں کو کافر قرار دیتے ہو ہم لوگ بھی ان لوگوں کو ویسے ہی کافر کہتے ہیں جس طریقے سے آپ لوگ ان کو کافر کہتے ہو۔اب اس کی وضاحت دیکھیں کہ قادیانیوں نے کلمہ پڑھا ہے لیکن کلمہ پڑھنے کے بعد ایسا عقیدہ رکھا ایسا عمل کیا جو کلمے کے منافی تھا اس لیے دائرۂ اسلام سے خارج ہو گئے۔آخر انہوں نے کیا غلطی کی کہاں پر غلطی تھی؟ "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" کیونکہ "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" کے تقاضوں میں سے یہ ایک ضروری تقاضہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے آخری نبی ہیں خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں جس نے اس جزیئے کا انکار کیا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو گیا اگرچہ وہ پانچ وقت نماز کیوں نہ پڑھے اگرچہ اس کا عقیدہ باقی عقائد بالکل درست ہوں ارکان ایمان ارکان اسلام پر عمل کرتا رہے پانچ وقت نماز پہلے صف میں پڑھے، پچاس اس نے حج زندگی میں کیے ہوں لیکن وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہی نہیں ہوا یا جوں ہی داخل ہوا اس عقیدے کی وجہ سے خارج ہو گیا اس پر اتفاق ہے۔

تو ہماری یہی گزارش ہے بعض ایسی چیزیں ہیں جو کلمہ پڑھنے کے بعد اس مسلمان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتی ہیں ان کو دیکھا جائے جو دلائل آپ قادیانیوں کے لیے بیان کرتے ہیں ان دلائل کو دیکھیں کہ وہ کون سی چیزیں ہیں جو ایک مسلمان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتی ہیں اور ان کو کہتے ہیں نواقض الاسلام اور نواقض الاسلام اور معروف ہیں مشہور ہیں فقہاء اربعہ کی کتابوں میں دیکھیں باب المرتد موجود ہے۔ آخر وہ کون سے لوگ ہیں جو مرتد ہو جاتے ہیں وہ کس وجہ سے کلمہ پڑھنے کے بعد دائرۂ اسلام سے خارج ہو کر مرتد ہو جاتے ہیں کچھ عمل تو وہ کرتے ہیں کہ نہیں کرتے ؟!

ان اعمال کو دیکھا جائے ان کو سمجھا جائے اگر واقعی کچھ ایسی چیزیں ہیں جو ایک مسلمان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتی ہیں تو ان سے ڈرنا چاہیے کہ نہیں ؟ان کا علم حاصل کرنا چاہیے کہ نہیں ؟ڈریں گے تب جب ہمیں یہ علم ہو گا جب ایک راستے پر آپ کو پتہ ہی نہیں کہ کہاں کہاں پر گڑھا ہے تو آپ گریں گے اس گڑھے کے اندر لیکن جب آپ ایک راستے کو پہچان لیں گے کہاں کہاں پر گڑھا ہے کہاں کہاں پر اونچ ہے کہاں پر نیچ ہے کہاں پر میرا پاؤں پھسل سکتا ہے تو آپ اس راستے سے امن و سلامتی کے ساتھ گزر سکتے ہیں۔

قادیانیوں نے کیا کیا؟ایک شخص کو غلام مرزا قادیانی کو نبی کے برابر کر دیا اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو گئے تو اللہ کے لیے میں یہ سوال کرتا ہوں جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو چاہے وہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہوں یا اولیاء ہوں یا فرشتے ہوں ان کو اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیا مسلمان ہو سکتے ہیں ؟جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مشکل کشا ہے علی بھی مشکل کشا ہے غوث بھی حاجت روا ہے اجمیر والا بھی بیڑا دیتا ہے تو جو اللہ تعالیٰ کا حق تھا ان کو دے دیا اگر شرک اسے نہیں کہتے تو پھر شرک کسے کہتے ہیں مجھے بتائیں ؟!بتوں کی عبادت کو شرک کہتے ہیں یہ غلط فہمی ہے صرف بتوں کی عبادت کو شرک نہیں کہا جاتا بتوں کی عبادت شرک کا ایک حصہ ہے،اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں سورۃ الزمر میں:

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾(الزمر:3)

(ہم ان کی عبادت نہیں کرتے اِلَّا یہ کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں)

تو آیئے دیکھتے ہیں اس بات کے دلائل کیا ہیں کہ کلمہ پڑھنے کے بعد کلمے کو سمجھنا بہت ضروری ہے صرف زبان کا قول کافی نہیں:

1۔ صحیح بخاری کی روایت میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ احبار یہود جو یہودیوں کے احبار ہیں جو بڑے عالم ہیں،حِبر عربی زبان میں کہتے ہیں ink کو سیاہی کو کہتے ہیں اور حِبر اس شخص کو کہتے ہیں جو اتنا علم اور اتنا مضبوط علم حاصل کرتا ہے جیسا کہ ورق کے اوپر سیاہی کا ثابت ہونا ایک وزن رکھتا ہے اسی طریقے سے ان لوگوں کا وجود کسی قوم میں وزن رکھتا ہے اس لیے اسے حِبر کہا جاتا ہے۔ تو یہ عالم لوگ آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو سے متاثر ہوئے وحی کے نور کو سنا اور آخر میں انہوں نے

کہا کہ ہم یہ یقین رکھتے ہیں ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ آپ اللہ تعالی کے پیغمبر ہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہیں کس چیز نے روکا کہ تم میری اتباع کرو پھر اتباع کیوں نہیں کرتے ہو؟ یعنی زبان سے تم نے مان لیا۔

یہودی اللہ تعالی کو مانتے ہیں یا نہیں مانتے؟ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کہتے ہیں کہ نہیں؟ کہتے ہیں۔ مُحَمَّدٌرَسُولُ اللهِ پر جھگڑا تھا یہودی نہیں مانتے آج بھی نہیں مانتے۔ آج کے یہودی مانتے ہیں مُحَمَّدٌرَسُولُ اللهِ؟ نہیں۔ اس لیے کافر ہیں وہ لیکن ان یہودیوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم یہ تصدیق کرتے ہیں کہ آپ اللہ تعالی کے پیغمبر ہیں ہم اس کی تصدیق کر چکے ہیں۔ یعنی دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے کہ نہیں؟ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌرَسُولُ اللهِ کہا کہ نہیں؟ کہا۔ تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو کس چیز نے تمہیں روکا ہے میری اتباع کرنے سے ؟ان لوگوں نے کہا"تَقْتُلُونَ يَهُودَ" ہمیں تو یہودی قتل کر دیں گے۔ کیوں؟ ہم تو ان کے دینی رہنما ہیں اگر ہم بھی مسلمان ہو گئے تو ہماری سزائے موت ہے پھر ان کے ہاں تو ہم موت سے ڈرتے ہیں اس لیے ہم آپ کی اتباع نہیں کر سکتے۔ تو جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع نہیں کی (اتباع کس کی؟) یعنی کلمۂ شہادت کے مفہوم پر عمل کرنے سے وہ مسلمان ہوئے؟ نہیں ہوئے۔ تو ان کی زبان کا اقرار کافی نہیں ہے جب تک کہ دل کا یقین نہ ہو اور دل کے یقین کے ساتھ ساتھ بھی یہ ضروری ہے کہ اس کلمے کو سمجھیں اس پر عمل کیا جائے اور عمل تب ہو گا جب أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ کے مفہوم کو سمجھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔

اب دوسری روایت صحیح بخاری میں مشہور قصہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب خط لکھے بادشاہوں کی طرف تو ایک خط ہرقل کی طرف بھی لکھا اور صحابی سیدنا دحیۃ الکلبی رضی اللہ تعالی عنہ کو بھیجا خط دے کر۔ اور یہ آپ جانتے ہیں صلح حدیبیہ کے موقع پر جو یہ دو سال کا وقت تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک فرصت مل گئی کہ وہ مختلف بادشاہوں کافر بادشاہوں کی طرف یہ خط لکھیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خط بھیجا ہرقل کی طرف سیدنا دحیۃ الکلبی رضی اللہ تعالی عنہ وہ خط لے گئے ہرقل کے سامنے ہرقل نے اس خط کو دیکھا ہرقل نے کہا کہ کیا کوئی عربی تجارت کے لیے آئے ہوئے ہیں ہمارے ملک میں اگر آئے ہوئے ہیں تو ان کو لے کر آؤ؟ چنانچہ وہ جاتے ہیں بازار میں سیدنا ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ اسلام سے پہلے کی بات ہے شام کی طرف آئے ہوئے تھے تجارت کے قافلے میں تو فوجی ان کو لے کر جاتے ہیں ہرقل کے سامنے۔

ہرقل نے ایک سوال کیا کہ تم میں سے کون زیادہ قریبی رشتے دار یا کون زیادہ جانتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو؟

تو سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا میں۔ تو اس نے کہا تم آگے کھڑے ہو جاؤ میرے اور باقی جو تمہارے ساتھ ہیں وہ تمہارے پیچھے کھڑے ہو جائیں، اور دس کے قریب سوال پوچھے سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے اور سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ پیچھے کیوں کھڑا کر دیا ان کو؟ کہ اگر سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ جھوٹ بولیں تو وہ اشارہ کر کے بتائیں گے کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ سیدنا ابو

سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا(کیونکہ عربی جھوٹ نہیں بولتے تھے مشہوران کی بات تھی)میرے دل نے چاہا کہ میں جھوٹ بولوں لیکن میں بول نہ سکا۔

ان دس سوالوں کے جواب دینے کے بعد ہرقل نے کہا اگر تم نے سچ کہا جو تم نے کہا تو یہ اللہ تعالی کے رسول ہیں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے پیغمبر ہیں اللہ تعالی کے رسول ہیں اور جہاں پر میں کھڑا ہوں اللہ کی قسم !اس جگہ پر ان کی ملکیت ہو گی۔یہ گواہی کون دے رہا ہے؟کافروں کا بادشاہ دے رہا ہے۔تو اپنی قوم کو جمع کیا سب پادریوں کو جمع کیا دروازے بند کر دیئے اور ان کو کہا کہ تم لوگ فلاح چاہتے ہو کامیابی چاہتے ہو یا نہیں؟انہوں نے کہا بالکل کامیابی چاہتے ہیں۔تو اس نے کہا کہ ''اگر تم لوگ واقعی کامیابی چاہتے ہو تو اس شخص پر ایمان لے کر آؤ جو جزیرۂ عرب میں کہتا ہے کہ میں اللہ تعالی کا رسول ہوں وہ سچا ہے''۔تو وہ جو رومی تھے ان کے جو پادری وغیرہ جو ان کے ایوان میں سب لوگ موجود تھے تو وہ چیخنا اور چلانا شروع ہو گئے گدھوں کی طرح رونے لگے،دروازے تو بند تھے باہر تو نکل نہیں سکتے تھے باہر سے دروازے بند کروا دیئے۔تو جب اس نے یہ حال دیکھا اپنی قوم کا تو ہرقل نے یہ کہا کہ میں تمہارا امتحان لے رہا تھا کیا تم اپنے دین میں مضبوط ہو یا نہیں؟حالانکہ دیکھیں اب اس کے ایمان میں کوئی شک ہے؟"أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" کہہ چکا ہے لیکن دنیا کی وجہ سے اس نے اس کلمۂ شہادت کے مفہوم کو نہیں سمجھا اس کے معنی کو نہیں اپنایا اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں کی اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالی کا بیٹا کہتے رہے کلمہ پڑھنے کے باوجود بھی تو دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوئے یا کلمہ پڑھا اور اسی وقت خارج ہو گئے۔باقی اور بھی روایات ہیں میں ان دونوں پر اکتفا کرتا ہوں ٹائم کافی گزر گیا ہے میں چاہتا تھا کہ دوسری حدیث بھی بیان کروں لیکن بس وقت ہم سے بہت تیز ہے اگلے درس میں ان شاءاللہ دوسری حدیث ہم بیان کریں گے۔اللہ تعالی سے دعا ہے ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے قرآن اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے،ہمیں ہماری ذرّیت کو اور سب مسلمانوں کو شرک،بدعات اور خرافات سے نجات عطا فرمائے۔آمین۔

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝١٨٠ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝١٨١ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝١٨٢﴾

" وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلٰى نَبِيِّنَامُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِين"

سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب اليك

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش(حفظہ اللہ) کے آڈیو درس(006.کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio